

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سورة البقرة

(۴۳)

(گزشتہ سے پیوستہ)

يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ ؟ قُلْ : مَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلِلّٰهِ وَالَّذِينَ
وَالْأَقْرَبِينَ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ ، وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ ، فَإِنَّ
اللّٰهَ بِهِ عَلِيمٌ ﴿۲۱۵﴾

وہ تم سے پوچھتے ہیں کہ اچھا، پھر کیا خرچ کریں؟ کہہ دو کہ جتنا مال بھی خرچ کرو، وہ تمہارے والدین، اعزہ و اقربا، اور (تمہارے ہی معاشرے کے) یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے، اور (مطمئن رہو کہ) جو نیکی بھی تم کرو گے، (وہ ہرگز ضائع نہ ہوگی)، اس لیے کہ اللہ اس سے پوری طرح واقف ہے۔ ۲۱۵

[۵۷۰] یہ انھی لوگوں کے سوالات ہیں جن کا ذکر اوپر ہوا ہے اور انھی مسائل سے متعلق ہیں جو جہاد و انفاق کا حکم دینے کے بعد اس طرح کے منافقین اور کمزور مسلمانوں کے ذہن میں پیدا ہو رہے تھے۔ تجدید شریعت کا مضمون اس فصل میں اب انھی کے جوابات سے بتدریج آگے بڑھتے ہوئے اپنے اختتام کو پہنچ جائے گا۔

[۵۷۱] یہ قرآن نے سوال کرنے والوں کی ذہنیت کو سامنے رکھ کر جواب دیا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کی مقدار تو اپنی ہمت اور حوصلے کے مطابق تمہیں ہی طے کرنی ہے، لیکن جو بات سمجھنے کی ہے، وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انفاق کی ترغیب پر تمہیں گھبرانا نہیں چاہیے۔ تم جو کچھ بھی خرچ کرو گے، وہ اللہ کی جیب میں نہیں جائے گا، اسے تم اپنے ہی بھائی بندوں کی ضرورتوں کے لیے خرچ کرو گے۔ اللہ تو تم سے کچھ لینے کے بجائے الٹا قیامت میں تم کو دس گنے سے لے کر سات سو گنے

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ ، وَهُوَ كُرْهُ لَكُمْ ، وَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا ،
وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ، وَعَسَىٰ أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا ، وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ، وَاللَّهُ يَعْلَمُ ،
وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٢١٦﴾

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ - قُلْ : قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ ، وَصَدُّ
عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَكُفْرٌ بِهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِخْرَاجُ أَهْلِهِ مِنْهُ أَكْبَرُ عِنْدَ
اللَّهِ ، وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ، وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّى يَرُدُّوكُمْ عَنْ

تم پر جنگ فرض کی گئی اور (اللہ کی راہ میں انفاق کی طرح) وہ بھی تمہیں ناگوار ہے، دراصل حالیکہ یہ بالکل
ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور تمہارے لیے وہی بہتر ہو، اور بالکل ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو اور وہ
تمہارے لیے بری ہو۔ اور (حقیقت یہ ہے کہ) اللہ جانتا ہے اور (اس طرح کی بہت سی چیزوں کو) تم نہیں
جانتے۔ ۲۱۶۔

وہ تم سے پوچھتے ہیں کہ حرام مہینے میں قتال کا کیا حکم ہے؟ کہہ دو کہ اس میں قتال بڑی ہی سنگین بات ہے،
لیکن اللہ کی راہ سے روکنا اور اُس کو نہ ماننا اور بیت الاحرام کا راستہ لوگوں پر بند کرنا اور اس کے رہنے والوں کو
وہاں سے نکالنا اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ سنگین ہے۔ اور ظلم و جبر کے ذریعے سے لوگوں کو دین سے
پھیرنا قتل سے بھی بڑا گناہ ہے۔ اور (تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ جن لوگوں سے قتال کا حکم تمہیں دیا گیا ہے،

تک اس کا صلہ عطا فرمائے گا۔ تمہاری ہر نیکی اس کے علم میں ہے اور وہ کسی چیز کو فراموش کرنے والا نہیں ہے۔
[۵۷۲] یہ ایک بدیہی حقیقت کا بیان ہے۔ انسان کو جو چیزیں اخلاقی لحاظ سے اوپر اٹھانے والی ہیں، وہ بالعموم انھیں
ناپسند کرتا ہے اور جو اس لحاظ سے پست کر دینے والی ہیں، ان کے لیے وہ اپنے اندر بڑی رغبت پاتا اور بے اختیار ان کی طرف
لپکتا ہے۔

[۵۷۳] اشہر حرم میں جنگ سے متعلق قرآن نے اپنا موقف اگرچہ اوپر آیات ۱۹۰-۱۹۵ میں بیان کر دیا تھا، لیکن ان
لوگوں نے اس کے باوجود محض اس خیال سے کہ شاید اسی طرح جنگ کی ذمہ داری سے بچنے کی کوئی راہ نکل آئے، یہ سوال کر دیا
تو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف یہ کہ پوری تفصیل کے ساتھ اس کا جواب دیا، بلکہ اس طرح کے حالات میں ان کے اندر ارتداد کے

دِينِكُمْ اِنْ اَسْتَطَاعُوا ، وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ ،
فَاُولَئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ، وَاُولَئِكَ اَصْحَابُ النَّارِ
هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٢١٤﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجَهَدُوْا فِى
سَبِيْلِ اللّٰهِ ، اُولَئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ، وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢١٨﴾

اُنھوں نے طے کر لیا ہے کہ) وہ تم سے برابر لڑیں گے، یہاں تک کہ اگر اُن کے لیے ممکن ہو تو تمہیں دین سے پھیر لے جائیں۔ اور تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا اور پھر اسی کفر کی حالت میں مر جائے گا، (وہ خوب جان لے کہ) اسی طرح کے لوگ ہیں جن کے عمل دنیا اور آخرت میں ضائع ہوئے اور یہی دوزخ میں پڑنے والے ہیں، یہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے۔ (اس کے برخلاف) جو لوگ ایمان پر قائم رہے ہیں اور جنھوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا ہے، وہ اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں، اور اللہ بخشنے والا ہے، اُس کی شفقت ابدی ہے۔ ۲۱۸-۲۱۴

میلانات کو سامنے رکھ کر بات کو اس کے آخری نتائج تک بالکل واضح کر دیا ہے۔
[۵۷۴] دنیا اور آخرت، دونوں میں اعمال کے ضائع ہو جانے کا ذکر اس لیے کیا ہے کہ رسولوں کی بعثت کے نتیجے میں جو دینونت برپا ہوتی ہے، اس میں کفر و ایمان کے نتائج اسی دنیا میں سامنے آ جاتے ہیں۔
[۵۷۵] اصل میں فعل 'امنوا' آیا ہے۔ موقع کلام دلیل ہے کہ اس آیت میں یہ اپنے کامل معنی میں استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ ہم نے ترجمہ اسی کے لحاظ سے کیا ہے۔
[۵۷۶] اللہ کی راہ میں ہجرت اور جہاد جیسے اعمال کی توفیق پانے کے بعد بھی بندہ مومن اپنے پروردگار کی رحمت کا امیدوار ہی ہو سکتا ہے، اس لیے کہ نجات تو بہر حال خدا کی رحمت اور اس کی مہربانی ہی سے ہوگی۔ چنانچہ آگے فرما دیا ہے کہ اللہ غفور و رحیم ہے۔

[باقی]